اس پر غور وفکر کریں۔ قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کے لیے اس میں رشد وہدایت اور دنیا وآخرت کی سعادت اور کامیابی ہے، کیونکہ خود اللہ رب العالمین نے انہیں (اسوۂ حسنہ) یعنی بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

(۲) مشرق ومغرب کے ارباب تعلیم اپنے کلیات تربیۃ (Colleges Of Education) میں (نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم) کو بطور مضمون (Subject) شامل کریں۔

(۳) دنیا کے تمام معلمین اور معلمات اپنی تعلیمی زندگی میں نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیں، کیونکہ وہ مخلوق میں اعلیٰ ترین معلم ہیں۔

رب حیی وقیوم سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ مجھ ناکارہ اور تعلیم سے وابستہ تمام حضرات وخواتین کو نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ **اِنَّهٗ سَمِیْعٌ مُجِیْبٌ**''

ضخامت: ۴۵۷ صفحات، قیمت ۲۵۵ روپے اور ملنے کا پتا مکتبہ قدوسیہ رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور ہے۔

مجالس اقبال:

دونو جوان علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ جون ۱۹۳۶ء کا قصہ ہے۔ ان میں سے ایک ملاقاتی راوی ہے کہ علامہ نے کہا: ''فرماؤ''۔ ہم نے عرض کیا: ''حضور آپ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔'' اس پر وہ تھوڑا سا مسکرائے۔ ہم نے صحت کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: تکلیف بڑھ گئی تھی۔ بھوپال چلا گیا تھا۔ علاج کروایا تے ہن کچھ Better آں۔ اس وقت کوئی اور آدمی موجود نہیں تھا۔ ڈرائنگ روم تھا اور ساتھ ایک سائیڈ روم۔ علامہ پلنگ پر دراز تھے۔ اٹھ کر علی بخش سے کہا حقہ لاؤ۔ ہم نے ایک شعر کے بارے میں استفسار کیا:

محمد بھی ترا ، جبریل بھی ، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا

موضوعِ بحث ''حرفِ شیریں'' تھا۔ فرمایا: ''میں اپنے شعر دا مطلب کدی نئیں دسیا۔ جو کسے نوں سمجھ آ جائے۔ اصل چیز عمل اے۔ عمل نئیں تے کجھ وی نئیں۔'' یہ روایت ہے پروفیسر بخشی علی انور کی، جسے پروفیسر انور مسعود نے قلم بند کیا اور پروفیسر جعفر بلوچ نے اپنی کتاب ''مجالس اقبال'' میں محفوظ کر دیا ہے۔

''مجالس اقبال'' راویانِ اقبال کے بعض نہایت نادر بیانات اور ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے جناب مرتب کے حسن انتخاب اور ذوقِ تربیت نے متشکل کیا ہے۔ فاضل مرتب کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ یہ مجلسی وملفوظاتی روایات نہ صرف علامہ کو اور ان کے حوالے سے دین وادب کو سمجھنے کا گراں قدر وسیلہ ہیں بلکہ ان سے علامہ کی زندگی کے بعض نئے پہلو بھی سامنے آتے ہیں جو سوانحی حیثیت سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

اس کتاب میں جس قدر متنوع تحریروں کو یکجا کیا گیا ہے ان سب کا تعارفی جائزہ کسی قدر تفصیل اور اطناب چاہتا ہے۔ افسوس کہ ان صفحات میں سردست اس کی گنجائش نہیں۔ ترقی پسند نقاد پروفیسر ممتاز حسین سے لے کر شارحِ اقبال یوسف سلیم چشتی تک کتنے ہی لوگ ہیں جن کے حوالے سے بہت دلچسپ اور نئی باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں اور بہت سی گرہیں